حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی ؒ

(قسط ۱) تحریر ـــ عبدالرشید عراقی

علم حدیث وہ علم ہے جس کے ذریعہ آنحضرت ﷺ کے اقوال و احوال اور افعال جانے جائیں اور بقول علامہ سید سلیمان ندوی ؒ (م ۷۳ ۱۳ھ)

"علم القرآن اگر اسلامی علوم میں دل کی حیثیت رکھتا ہے تو علم حدیث شہ رگ۔ یہ شہ رگ اسلامی علوم کے تمام اعضاء و جوارح تک خون پہنچاکر ہر آن ان کے لئے تازہ زندگی کا سامان پہنچاتا رہتا ہے۔ آیات کا شان نزول اور ان کی تفسیر، احکام القرآن کی تشریح و تعیین اجمال کی تفصیل، عموم کی تخصیص، مبہم کی تبیین، سب علم حدیث کے ذریعہ معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح حامل قرآن حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور حیات طیبہ اور اخلاق و عادات مبارکہ آپ کے احوال و اعمال اور آپ کے سنن و مستحبات اور احکام و ارشادات اسی علم حدیث کے ذریعہ ہم تک پہنچے ہیں۔ اسی طرح خود اسلام کی تاریخ، صحابہ کرام کے اقوال اور ان کے اعمال و احوال اور اجتہادات و استنباطات کا خزانہ بھی اس کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔ اسی بناء پر اگر یہ کہا جائے تو بجا ہوگا کہ اسلام کے عملی پیکر کا صحیح مرقع اسی علم کی بدولت مسلمانوں میں ہمیشہ کے لئے موجود و قائم ہے اور انشاء اللہ تاقیامت رہے گا۔

(مقدمہ تدوین حدیث مناظر حسن گیلانی)

علم حدیث برصغیر پاک و ہند میں: برصغیر پاک و ہند میں علم حدیث اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک کے دورہ خلافت میں رواج پذیر ہوگیا تھا۔ مگر اس کی باقاعدہ اشاعت ۱۰ویں صدی ہجری میں ہوئی جبکہ عرب ممالک کے نامور علمائے کرام برصغیر میں وارد ہوئے۔ مثلاً

شیخ عبدالموطی مکی بن حسن (م ۹۸۹ھ)

شیخ شہاب الدین بن بدر الدین مصری (م ۹۹۲ھ)
شیخ محمد فاکہی علی بن احمد بن علی (م ۹۹۳ھ)
شیخ محمد مالکی مصری بن محمد عبدالرحمٰن (م ۹۱۹ھ)
شیخ رفیع الدین شیرازی (م ۹۵۴ھ)

برصغیر میں علم حدیث کی اشاعت میں شیخ محمد بن طاہر پٹنی (م ۹۸۰ھ) کی خدمات بھی قابل قدر ہیں۔ انہوں نے باقاعدہ حدیث کا درس دیا اور ان سے علمائے کرام کی ایک کثیر تعداد نے استفادہ کیا۔

شیخ محمد بن طاہر پٹنی کے بعد شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) نے علم حدیث کی اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ آپ نے دہلی میں مسند درس آراستہ فرمائی اور اپنی ساری کوشش وصلاحیت اسی علم کی نشرو اشاعت پر فرمائی۔

مولانا سید عبدالحیٔ الحسنی (م ۱۹۲۳ء) لکھتے ہیں:

"شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس علم کی نشرو اشاعت میں بڑی جدوجہد کی۔ ان کی ذات اور ان کے علم سے اللہ کے بندوں کو بہت نفع پہنچا۔ تب حدیث کی نشرِو اشاعت میں ان کی جدوجہد و کوشش اپنے پیش رو سے اس قدر نمایاں و ممتاز ہیں کہ لوگوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ فن حدیث کو ہندوستان میں سب سے پہلے لانے والے ہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں۔ (اسلامی علوم و فنون ہندوستان میں ص ۱۹۶)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے بعد آپ کے صاحبزادہ شیخ نور الحق دہلوی (م ۱۰۷۳ھ) او. حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۴ھ) نے بھی علم حدیث کی نشرو اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا۔

خاندان ولی اللہی کی سعی و کوشش:

خاندان ولی اللہی یعنی حکیم الامت حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) اور آپ کے صاحبزادگان عالی مقام یعنی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

(م۱۲۳۹ھ) حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی (م۱۲۵۳ھ) حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی (م۱۲۴۹ھ) اور آپ کے پوتے مولانا شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی (ش ۱۲۴۶ھ) اور حضرت شاہ عبدالعزیز کے داماد مولانا عبدالحیٔ بڑہانوی (م۱۲۴۳ھ) اور مولانا عبدالحیٔ کے صاحبزادہ مولانا عبدالقیوم بڑھانوی (م ۱۲۹۹ھ) اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نواسہ مولانا شاہ محمد اسحاق فاروقی (م ۱۲۶۳ھ) نے حدیث کی نشرو اشاعت میں جو سعی و کوشش کی وہ تاریخ میں سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔

مولانا شاہ محمد اسحاق کے بعد شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کا نام آتا ہے۔ علم حدیث کی نشرو اشاعت میں حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی کی خدمات بھی قابل قدر ہیں۔

مولانا سید عبدالحیٔ السلفی لکھتے ہیں کہ :

مولانا شاہ محمد اسحاق! فن حدیث کی امامت آپ پر ختم ہے۔

مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی— فن حدیث کی ریاعت آپ پر ختم ہے۔

(اسلامی علوم و فنون ہندوستان میں)

شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی:

آپ ۱۲۲۰ھ، ۱۸۱۵ھ صوبہ بہار ضلع مونگیر کے قصبہ بلتھوا میں پیدا ہوئے۔ آپ حسینی سادات خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور ۳۳ویں پشت پر آپ کا شجرہ نسب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ عہد طفولیت لہو و لعب میں گذرا۔ ۱۶ سال کی عمر میں تعلیم کی طرف توجہ کی۔

ابتدائی تعلیم:

ابتدائی تعلیم عربی و فارسی اپنے والد سید جواد علی سے حاصل کی اس کے بعد آپ عظیم آباد (پٹنہ) پہنچے۔ وہاں آپ نے مولانا ولایت علی عظیم آبادی (م۱۲۶۹ھ) کے خلیفہ مولوی محمد حسین سے ترجمہ قرآن مجید اور مشکوۃ المصابیح پڑھی اور یہ واقعہ ۱۲۳۷ھ، ۱۸۲۱ء کا ہے۔ اسی دوران مجاہد کبیر حضرت سید احمد شہید (ش ۱۲۴۶ھ) بمعہ اپنے مریدین بسلسلہ حج بیت اللہ پٹنہ پہنچے۔ اسی قافلہ میں مولانا شاہ اسمٰعیل

شہید دہلوی (ش ۱۲۴۶ھ) بھی تھے۔ مولانا شاہ اسمٰعیل شہید نے وہاں جمعہ کی نماز پڑھائی اور خطبہ جمعہ دیا۔ سامعین میں مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب بھی تھے۔ مولانا سید محمد نذیر حسین حضرت شاہ اسماعیل شہید دہلوی کا وعظ سن کر بہت متاثر ہوئے اور آپ نے دہلی جانے کا ارادہ کرلیا۔ اس وقت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بقید حیات تھے۔

دہلی روانگی: ۱۲۳۷ھ (۱۸۲۱ء) کو مولانا سید محمد نذیر حسین پٹنہ سے دہلی کے لئے روانہ ہوئے۔ چنانچہ آپ پٹنہ سے غازی پور پہنچے اور غازی پور میں آپ نے چند دن قیام کیا۔ اسی دوران آپ نے مولانا احمد علی چڑیاکوٹی (م ۱۲۷۲ھ) سے کچھ ابتدائی کتابیں پڑھیں۔

[مولانا احمد علی مرحوم چڑیاکوٹی مشاہیر علماء میں سے تھے۔ مسلکاً حنفی تھے۔ فقہ یا اصول فقہ اور فلسفہ میں ان کو تبحر علمی تھا۔ ان کی ساری زندگی درس و تدریس میں بسر ہوئی۔ مولانا سخاوت علی جونپوری (م ۱۲۷۴ھ) مولانا کرامت علی جون پوری (م ۱۲۹۰ھ) اور مولانا عنایت علی چڑیاکوٹی (م ۱۳۲۰ھ) ان کے مشہور تلامذہ میں سے تھے۔ (تذکرہ علمائے اعظم گڑھ ص ۱۵)

غازی پور سے روانگی: غازی پور سے مولانا سید محمد نذیر حسین بنارس پہنچے۔ فارس میں مختصر قیام کے بعد الہ آباد آگئے۔ الہ آباد میں آپ کا قیام ۷، ۸ ماہ رہا۔ الہ آباد میں بھی آپ نے مولوی زین العابدین، مفتی اسد اللہ اور حافظ ولایت حسین سے صرف و نحو اور فقہ کی کتابیں پڑھیں۔ الہ آباد سے آپ فتح پور، کانپور اور فرخ آباد میں قیام کے بعد آپ دہلی کی جانب روانہ ہوئے۔

دہلی میں ورود: ۱۳ رجب ۱۲۴۳ھ (۳۰ جنوری ۱۸۲۸ء) بدھ کے روز مولانا سید محمد نذیر حسین دہلی پہنچے۔ مگر آپ کے پہنچنے سے ۴ سال قبل ۷ شوال ۱۲۳۹ھ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی انتقال کر چکے تھے اور حضرت شاہ محمد اسحاق (م ۱۲۶۲ھ) نواسہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فیضان علم و عمل جاری تھا۔ مگر آپ اس وقت حضرت شاہ محمد اسحاق کے حلقہ درس میں شامل ہونے کے اہل نہ تھے۔ اس لئے آپ نے پہلے دوسرے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ آپ نے جن اساتذہ کرام سے مختلف علوم و فنون میں اکتساب کیا۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔

مولانا عبدالخالق دہلوی (م ۱۲۶۱ھ)، ملا اخوند شیر محمد، مولانا کرامت علی اسرائیلی، مولانا

سید محمد بخش، مولانا حکیم سید نیاز احمد سہوانی اور مولانا عبدالقادر رام پوری۔

مولانا عبدالخالق دہلوی: اورنگ آبادی مسجد کے متولی تھے اور مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب کے شاگرد تھے اور اس کے علاوہ مولانا سید محمد نذیر حسین کے سسر بھی تھے۔

ملا اخوند شیر محمد: مولانا شاہ عبدالقادر کے شاگرد اور مولانا شاہ اسماعیل شہید دہلوی کے ہم درس تھے۔ ۸۸ سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا۔

مولانا کرامت علی اسرائیلی: مولانا فضل امام خیر آبادی کے شاگرد تھے۔ علم حدیث میں مولانا شاہ محمد اسحاق اور مولانا شاہ اسمٰعیل شہید کے تلمیذ تھے۔ مذہب شافعی سے تعلق رکھتے تھے اور مذہب شافعی میں ان کو کافی عبور تھا۔

مولانا سید محمد بخش: خاندانی عالم اور مولانا سید رفیع الدین کے شاگرد تھے۔ ریاضی اور فلسفہ میں ان کو مہارت تامہ حاصل تھا۔

مولانا حکیم نیاز احمد سہوانی: بہت بڑے عالم فاضل تھے۔ عالم بالحدیث تھے۔ مولانا محمد بشیر سہوانی (م ۱۳۲۶ھ) کے چچا تھے۔

(الحیاۃ بعد المماۃ ص ۳۱، ۳۵۔ ۲۶ تراجم علمائے حدیث ہند ص ۱۲۷)

حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق فاروقی دہلوی کے درس میں

علمائے احناف نے یہ مسئلہ کھڑا کر دیا کہ مولانا سید محمد نذیر حسین حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق کے باقاعدہ شاگرد نہ تھے۔ صرف حدیث کی سند حاصل کی تھی۔ مگر علمائے اہلحدیث کا موقف یہ ہے کہ حضرت شیخ الکل مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی کے باقاعدہ شاگرد تھے۔ برصغیر کے ممتاز علمائے کرام نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ مولانا سید محمد نذیر حسین حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق کے باقاعدہ شاگرد تھے اور علمائے احناف کے اس دعویٰ کی تردید کی ہے۔ ان شہادتوں کو نقل کرنے سے پہلے حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی کی سند ملاحظہ فرمائیں

جو آپ نے مکہ معظمہ ہجرت کرنے سے پہلے مولانا سید محمد نذیر حسین کو عطا فرمائی۔

علمائے احناف کا اعتراض اور علمائے اہلحدیث کا موقف

مولانا عبدالخالق دہلوی، ملا اخوند شیر محمد، مولانا کرامت علی اسرائیلی، مولانا عبدالقادر رام پوری، مولانا سید محمد بخش، اور مولانا سید حکیم نیاز احمد سہوانی سے جملہ علوم وفنون سے استفادہ کے بعد مولانا سید محمد نذیر حسین حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق فاروقی دہلوی کے حلقہ درس میں شامل ہوگئے اور ان سے صحاح ستہ، کنز العمال، جامع الصغیر پڑھ کر باقاعدہ سند حاصل کی۔ (الحیاۃ بعد المماۃ صفحہ ۳۶)

نقل سند

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين محمد واله و صحبه اجمعين۔ فيقول العبد الضعيف محمد اسحاق ان السيد النجيب المولوى محمد نذيرحسين قدقرا على اطرافاً من الصحاح السته البخارى و مسلم و ابى داؤد والجامع الترمذى و النسائى و ابن ماجه و شيئامن كنز العمال والجامع الصغير وغيرها و سمع من الاحاديث الكثيرة فعليه ان يفتشل بقراءة ہذا الكتب و يتدرس بها لانه اہلہا بالشروط المعتبرة عند اہل الحديث وانى حصلت القراءة السماعة الاجازة لهذا الكتب على الشيخ الاجل عبدالعزيز المحدث الدهلوى وهو حصل القراءة والاجازة من الشيخ ولى الله الدهلوى رحمة الله عليهما۔ وباقى سند مكتوب عنده، حرره فى ثانى

عشرا من شهر شوال ۱۲۵۸ھ من الهجرة الحمد للہ
اول و آخر

محمد اسحاق

۱۲۵۲

(الحیاۃ بعد المماۃ ص ۴۵)

مولانا شاہ محمد اسحاق فاروقی:

مولانا شاہ محمد اسحاق بن مولانا محمد افضل فاروقی حضرت شاہ عبدالعزیز کے نواسے تھے۔ ۱۱۹۷ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز' مولانا شاہ عبدالقادر اور مولانا شاہ رفیع الدین سے تعلیم حاصل کی۔ ۱۲۴۰ھ میں حج بیت اللہ کیلئے تشریف لے گئے تو شیخ عمر بن عبدالکریم مکی (م ۱۲۴۷ھ) سے حدیث میں سند و اجازت حاصل کی۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے انتقال کے بعد مسند ولی اللہی کے وارث ہوئے۔ آپ کے تلامذہ میں وہ حضرات شامل ہیں جو اپنے اپنے وقت میں آفتاب و ماہتاب علم تھے۔ مولانا احمد علی سہارنپوری (م ۱۲۹۸ھ) محشی صحیح بخاری' مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی (م ۱۳۱۳ھ) مولانا شاہ محمد عمر بن مولانا شاہ اسماعیل شہید دہلوی آپ کے شاگرد تھے۔ ۱۲۵۸ھ میں مکہ معظمہ ہجرت کر گئے اور وہاں ۱۲۶۳ھ میں انتقال ہوا اور جنت المعلیٰ میں حضرت خدیجہ الکبریٰ کے مزار کے قریب دفن ہوئے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرمایا کرتے تھے۔

"میری تقریر اسمٰعیل نے' تحریر رشید الدین نے اور تقویٰ اسحاق نے لے لیا

اور مولانا سید محمد نذیر حسین آپ کی نسبت یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

برائے رہبری قوم فساق
دوبارہ آمد اسمٰعیل و اسحاق

(الحیاۃ بعد المماۃ ص ۳۹)

ممتاز علمائے کرام اور اصحاب علم کی شہادتیں:

حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی، حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی کے باقاعدہ شاگرد ہونے کے بارے میں ممتاز علمائے کرام اور اصحاب قلم کی شہادتیں درج ذیل ہیں۔

مولانا محمد تھانوی (م ۱۲۹۶ھ):

مولانا محمد تھانوی (م ۱۲۹۶ھ) دیو بندی مکتبہ فکر کے ایک جید عالم تھے۔ اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:

ہر روز در حاضر خدمت عالی حضرت استاذی مولانا ممدوح می شدند و حل مشکلات حدیث شریف، تفسیر و فقہ وغیرہ بخوبی می کردند و توجہ خاطر حضرت مولانا محمد اسحاق قدس سرہ جانب مولوی نذیر حسین از بس بودہ است بوقت رونق افروزی حرمین شریفین بتقریب ہجرت و است کہ برآں یقین است سند حوالہ مولوی نذیر حسین صاحب عطا فرمودہ اند، و مجاز گردانیدہ۔ فقط۔ وہ تکتموا الشہادۃ پرچہ مخلص بود بے کم و کاست و انمود یرتوی ایں عناد گوش بناید نہاد سد راہ فیض است کہ ازا و شان جاری است برقدر کہ نو آموزاں برآں ناز می کند فرمارہ آزاں مولوی صاحب موصوف در ذخیرہ خویش نیادہ فراموش کردہ باشد

(الحیاۃ بعد المماۃ ص ۳۴)

"یعنی استاد محترم کی خدمت میں برابر حاضر ہوا کرتے تھے اور حدیث، تفسیر و فقہ کی مشکلات کا حل طلب کرتے۔ مولانا محمد اسحاق قدس سرہ، کی توجہ مولوی نذیر حسین کی طرف زیادہ تھی۔ سنا ہے اور اس پر یقین بھی ہے کہ مولانا محمد اسحاق جس وقت حرمین کی طرف ہجرت کرنے والے تھے آپ کو سند دی اور اپنا مجاز بنایا جو کچھ تھے معلوم تھا، میں نے لا تکتموا الشہادۃ فرمان خداوندی کی رعایت کرتے ہوئے بے کم و کاست بیان کر دیا۔ اہل جہل و عناد کی بات نہ سنی چاہیے کہ اس میں فیض بند ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ جو مولانا موصوف سے جاری

ہے۔ اتنی تعداد (علم و فضل) کو جس نو آموزوں کو ناز ہوتا ہے۔ مولانا موصوف نے حاصل کر کے فراموش کر دیا۔

مولانا احمد علی سہارنپوری (م ۱۲۹۸ھ):

مولانا احمد علی سہارنپوری (م ۱۲۹۸ھ) [illegible] عجب فکر کے جید عالم تھے۔ جملہ علوم اسلامیہ کے متبحر عالم تھے۔ الجامع الصحیح [illegible] آپ نے حاشیہ لکھا ہے اور یہی صحیح بخاری آج کل عربی مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔ مولانا احمد علی اور مولانا سید محمد نذیر حسین ہم عصر تھے۔ مولانا احمد علی مرحوم اور حضرت شیخ الکل مرحوم و مغفور کے درمیان حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق کی شاگردی کے مسئلے پر جو گفتگو ہوئی۔ اس کو مولانا مظفر حسین مصنف الحیاۃ بعد المماۃ نے نقل کیا ہے۔

مولانا سید محمد نذیر حسین نے مولانا احمد علی سے پوچھا کہ تم مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی کا حرف پہچانتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ خوب پہچانتا ہوں۔ میاں صاحب (مولانا سید محمد نذیر حسین) نے اپنی سند سامنے رکھ دی اور کہا کہو کس کا حرف ہے۔ انہوں نے کہا شاہ محمد اسحاق کا" پھر پوچھا کہ مہر کس کی ہے مولانا احمد علی نے کہا کہ شاہ محمد اسحاق کی۔

(الحیاۃ بعد المماۃ ص ۴۲)

مولانا احمد علی سہارنپوری کی ایک دوسری تحریر مولانا مظفر حسین نے نقل کی ہے۔ مولانا احمد علی لکھتے ہیں کہ

> "و معیت زیارت حاضر باشی مولوی صاحب ممدوح بہ حضرت مولانا نور اللہ مرقدہ' چوں شمس نصف النہار ہویدا است تخمیناً پانزدہ سال مولوی صاحب موصوف و حضرت مولانا در شہر دہلی بودند' پس اشتباہ عدم صحبت و زیارت بے اصل است و اما اشتباہ اسناد کتب احادیث پس چوں اسناد و دستخطی حضرت مولانا ممدوح بدست مولوی صاحب موجود است محل اشتباہ بباقی نماند۔ محررہ' یا نزدھم ربیع الاول ۱۲۹۲ھ (الحیاۃ بعد المماۃ ص ۳۹)

"یعنی مولوی صاحب کی صحبت و زیارت نیز ہروقت مولانا نور اللہ مرقدہ کے پاس

موجود رہنا یہ سب باتیں دوپہر کے سورج کی طرح واضح ہیں۔ تخمیناً ۱۵ سال تک مولوی نذیر حسین صاحب اور مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب ایک ساتھ دہلی میں رہے ہیں۔ اس لئے عدم صحبت و زیارت کا شبہ کرنا بے سود ہے۔ رہا حدیث کی کتابوں کے بارے میں شبہ کرنا تو جب مولانا ممدوح کے دستخط کے ساتھ ایک سند مولوی صاحب کے پاس موجود ہے تو اس بارے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔"

مولوی رحمان علی بریلوی (۱۳۲۵ھ):

مولوی رحمان علی (م ۱۳۲۵ھ) نے تذکرہ علمائے ہند میں حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کا ایک سطر سے زیادہ تعارف نہیں کرایا لیکن اس کا اعتراف ضرور کیا ہے کہ مولانا سید محمد نذیر حسین حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی کے شاگرد تھے۔

مولوی رحمٰن علی مولوی شبلی جونپوری (م ۱۲۸۶ھ) کے حالات میں لکھتے ہیں۔

واجازت کتب احادیث از مولوی سید نذیر حسین تلمیذ مولانا محمد اسحاق دہلوی یافتہ بحول سند ممتاز گشت

یعنی مولوی سید محمد نذیر حسین مولانا محمد اسحاق دہلوی کے شاگرد ہیں۔ حدیث کی سند آپ نے ان سے حاصل کی۔

(تذکرہ علمائے ہند ص ۱۹۳)

مولانا سید نواب صدیق حسن خان قنوجی (م ۱۳۰۷ھ)

محی السنہ مولانا سید نواب صدیق حسن خاں (م ۱۳۱۷ھ) لکھتے ہیں:

"در ہمیں سال و سنتہ الف و ماتین و تسع اربعین حدیث شریف از مولانا محمد اسحاق مرحوم و مغفور شروع فرمودند، صحیح بخاری و صحیح مسلم بہ شراکت مولوی گل محمد کابلی و مولوی عبید اللہ سندھی و مولوی نور اللہ شیروانی و حافظ محمد فاضل سورتی وغیرہم حرفاً حرفاً

خوانند و ہدایہ و جامع صغیر بہ معیت مولوی بہاء الدین دکھنی و جد امجد قاضی محفوظ اللہ پانی پتی و نواب قطب الدین خاں دہلوی و قاری اکرام اللہ وغیرہم و کنز العمال ملا علی متقی علیحدہ شرح فرمودند، دو سہ جز خوانند سنن ابی داؤد و جامع ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و موطا امام مالک بتمامہا۔ بر مولانا ممدوح عرض نمودند و اجازہ شیخ الافاضل حاصل نمودند۔"

(بحوالہ حیات شبلی ص ۴۶)

یعنی ۱۲۴۹ھ میں مولانا محمد اسحاق مرحوم سے حدیث شروع کی صحیح بخاری اور صحیح مسلم مولوی گل محمد کابلی و مولوی عبید اللہ سندھی و مولوی نور اللہ شیروانی اور حافظ محمد فاضل سوء تی وغیرہم کے ساتھ حرفاً حرفاً پڑھی۔ ہدایہ اور جامع صغیر مولوی بہاء الدین دکھنی اور جد امجد قاضی محفوظ اللہ پانی پتی اور نواب قطب الدین نہاں دھلوی نیز قاری اکرام اللہ وغیرہ کے ساتھ پڑھی۔ کنز العمال الگ شروع کی اور دو تین اجزاء سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، نسائی، ابن ماجہ و موطا امام مالک مکمل مولانا شاہ محمد اسحاق سے پڑھے اور ان سے حدیث میں اجازہ حاصل کیا۔

مولانا محمد شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ):

شارح سنن ابی داؤد مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) لکھتے ہیں:

اکتسب بعد ذلک العلوم الدینیہ من التفاسیر والاحادیث عن شیخ الاجل اکمل المحدث الاعرابی سلیمان محمد اسحاق الدھلوی متوفی ستین بعد الف و ماتین ابن محمد افضل الفاروقی لاھوری وسبط الشیخ عبدالعزیز بن ولی اللہ دہلوی فقرا علیہ الصحاح الستہ بالضبط و اتقان والبحث التدقیق و کنز العمال والجامع الصغیر لحافظ السیوطی و صحب العلامتہ ثلاثہ عشر ستہ و استفاض منہ سیوتھا کثیرا واخذ منہ مالم یاخذ احد من تلامذۃ مبلغ مراتب الکمال و صار خلیفتہ لہ و حصل لہ منہ الاجازہ فی شوال ستہ ثمان خمیسن بعد الف وماتین۔

(مقدمہ غایتہ المقصود ص ۱۱)

یعنی اس کے بعد علوم دینیہ تفسیر و حدیث کا اکتساب مولانا محمد اسحاق بن مولانا محمد افضل فاروقی لاہوری سے کیا۔ صحاح ستہ ضبط و اتقان کے ساتھ پڑھی۔ کنز العمال اور حافظ سیوطی ولی کی جامع صغیر بھی پڑھی۔ ۱۳ سال آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوتے رہے اور ایسی چیزیں حاصل کیں جو دوسرے تلامذہ حاصل نہیں کر سکے۔ اس طرح کمال کے درجہ تک پہنچ گئے اور آپ کے خلیفہ ہوئے۔ ۱۲۵۸ھ میں آپ سے اجازت حاصل کی۔

مولانا محمد ادریس نگرامی (م ۱۳۳۱ھ):

مولانا محمد ادریس نگرامی لکھتے ہیں کہ:

مولانا مولوی حاجی حافظ سید نذیر حسین صاحب دہلوی بن سید جواد علی مرحوم ولادت باسعادت آپ کی بمقام مورج گنج من مضافات بہار ۱۲۲۵ھ میں ہوئی۔ آپ کے شیوخ کے نام یہ ہیں۔

مولوی سید عبدالخالق، مولوی شیر محمد نذر ہادی، مولوی جلال الدین ہراتی، مولوی شیخ کرامت علی اسرائیلی، مولوی محمد بخش عرف تربیت خاں، مولوی عبدالقادر رام پوری، مولانا محمد اسحاق دہلوی۔

(تذکرۃ علمائے حال ص ۹۲)

مولانا سید عبدالحیؒ الحسنی (م ۱۳۴۱ھ):

مفکر اسلام مولانا سید ابو الحسن علی خان کے والد محترم مولانا سید عبدالحیؒ الحسنی (م ۱۳۴۱ھ) سابق ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ لکھتے ہیں:

"لازم دروس الشیخ محمد اسحاق بن محمد افضل العمری" دہلوی سبط الشیخ عبدالعزیز بن ولی اللہ الدہلوی و اجاز الشیخ المذکور سنۃ ثمان و خمسین مائتین والف حین ہجرتہ" الی مکۃ المشرفۃ"

(نزہۃ الخواطر ج ۲۸، ص ۴۹۸)

"یعنی پھر آپ نے مولانا شاہ محمد اسحاق، جناب مولانا محمد افضل دہلوی نواسہ

باقی ص ۲۹ پر